باب پنجم حسن معاملات و معاشرت

حُسنِ معاملات و معاشرت
قسمُ کے احکام و مسائل

﴿تفصیلی سوالات﴾

سوال 9: قرآن و سنت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔

جواب: **قسم کے احکام و مسائل**

معنی و مفہوم:

قسم کی قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع اَیمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔ قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

قسموں کی حفاظت:

قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اوّلاً قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو لوگوں کے وقت کے ضیاع کا سبب بنے گا، ایک دوسرے سے اعتبار اٹھے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہو گی جو حسن معاملات و معاشرت کے ہی خلاف ہے۔

قرآن مجید میں قسم کے احکام:

قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

ترجمہ: اللہ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا ان (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو مہینہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اس طرح اللہ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ **(المائدہ 89)**

اللہ تعالیٰ کی قسم:

قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم کا نامی یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

بلاشبہ اللہ تمھیں آباواجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم: 4254)

صحابہ اکرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ کا طریق:

صحابہ اکرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اس ارشاد کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ ایک دوسری جگہ پر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔ **(جامع ترمذی: 1535)**

قسم کا توڑنا:

قسم کے حوالے سے تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھائے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس قسم کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑ دی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (صحیح مسلم:4263)

مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالٰی کی قسم اٹھا کر کہے کہ میں اپنے فلاں دوست یا ماں باپ یا استاد سے بات نہیں کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

قسم کا کفارہ:

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ چاہے تو اس مساکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو اس مساکین کو لباس پہنا دے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

یمین منعقدہ:

جس قسم کا کفارہ ادا کرتا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔

یمین غموس:

ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

یمین لغو:

روز مرہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ رب العزت نے درگزر فرمایا ہے۔

حاصل کلام:

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالٰی بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں ان سے بچنے کی دعا اور عملی طور پر کوشش بھی کرنی چاہیے۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 32: قسم کا معنی و مفہوم لکھیں۔

جواب:

قسم کا معنی و مفہوم

قسم کی قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع اَیمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالٰی کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔

سوال 33: قسم کی اقسام لکھیں۔

جواب:

قسم کی اقسام

قسم کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

- یمین منعقدہ
- یمین غموس
- یمین لغو

سوال 34: قسموں کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟

جواب:

قسموں کی حفاظت

قرآن مجید میں قسموں کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

"اللہ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا ان (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو مہینہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اس طرح اللہ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر

بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔"   **(المائدہ89)**

سوال35: قسم توڑنے کا کفارہ تحریر کریں۔

جواب:

قسم توڑنے کا کفارہ

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ چاہے تو اس مساکین کو کھانا کھلادے، چاہے تو اس مساکین کو لباس پہنادے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔ قسم کے حوالے سے چوتھی بات یہ ہے کہ جس قسم کا کفارہ ادا کرتا ہے۔

سوال36: جھوٹی قسم کے نقصانات تحریر کریں۔

جواب:

جھوٹی قسم کے نقصانات

جھوٹی قسم کے درج ذیل نقصانات ہیں:

- جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے۔
- جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔
- جھوٹی قسم یا حلف انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

سوال37: یمین منعقدہ سے کیا مراد ہے۔

جواب:

یمین منعقدہ

جس قسم کا کفارہ ادا کرتا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔

سوال38: یمین غموس سے کیا مراد ہے۔

جواب:

یمین غموس

ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

سوال39: یمین لغو سے کیا مراد ہے۔

جواب:

یمین لغو

روز مرہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ رب العزت نے درگزر فرمایا ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

43۔ یمین کا معنٰی ہے:

(A) قسم   (B) مشورہ   (C) معاونت   (D) ارادہ

44۔ کس قسم پر کفّارہ ہے؟

(A) یمینِ منعقدہ   (B) یمینِ غموس   (C) یمینِ لغو   (D) یمینِ فضول

45۔ پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت ہے:

(A) پانچ مسکینوں کو کھانا کھلانا   (B) چھے مسکینوں کو کھانا کھلانا   (C) آٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا   (D) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا

46۔ قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں:

(A) دو   (B) تین   (C) چار   (D) پانچ

47۔ کس قسم سے منع کیا گیا ہے؟

(A) آباؤ و اجداد کی   (B) اللہ تعالیٰ کی   (C) اللہ کی صفات کی   (D) اللہ کے اسما کی

48۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اُٹھائی گویا اُس نے کیا:

(A) شرک   (B) منافقت   (C) بددیانتی   (D) ناپسندیدہ حرکت

49۔ ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اُٹھانا کہلاتا ہے:

(A) یمین   (B) یمینِ غموس   (C) یمینِ لغو   (D) جھوٹ

50۔ گناہِ کبیرہ ہے:
(A) جھوٹی قسم (B) جھوٹ (C) تکبر (D) حسد

51۔ روز مرہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اُٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا کہلاتا ہے:
(A) یمین (B) یمینِ غموس (C) یمینِ لغو (D) جھوٹ

﴿کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

9	8	7	6	5	4	3	2	1
C	A	B	A	A	B	D	A	A

مشقی سوالات

13. درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) یمین کا معنٰی ہے:
(A) قسم (B) مشورہ (C) معاونت (D) ارادہ

(ii) کس قسم پر کفّارہ ہے؟
(A) یمینِ منعقدہ (B) یمینِ غموس (C) یمینِ لغو (D) یمینِ فضول

(iii) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت ہے:
(A) پانچ مسکینوں کو کھانا کھلانا (B) چھے مسکینوں کو کھانا کھلانا (C) آٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (D) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا

(iv) قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

(v) کس قسم سے منع کیا گیا ہے؟
(A) آباؤ اجداد کی (B) اللہ تعالیٰ کی (C) اللہ کی صفات کی (D) اللہ کے اسما کی

﴿مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

5	4	3	2	1
A	B	D	A	A

14. مختصر جواب دیں:

سوال14: قسم کا معنٰی و مفہوم لکھیں۔

جواب:

قسم کا معنی و مفہوم

قسم کی قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع اَیمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالٰی کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔

سوال15: قسم کی اقسام لکھیں۔

جواب:

قسم کی اقسام

قسم کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

- یمین منعقدہ
- یمین غموس
- یمین لغو

سوال16: جھوٹی قسم کے نقصانات تحریر کریں۔

جواب: **جھوٹی قسم کے نقصانات**

جھوٹی قسم کے درج ذیل نقصانات ہیں:

- جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے۔
- جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔
- جھوٹی قسم یا حلف انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

.15 تفصیلی جواب دیں:

سوال5: قرآن وسنّت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔

جواب: دیکھیے تفصیلی سوالات

سرگرمیاں:

- قسم کی مختلف اقسام اور ان کے احکام پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرہ جماعت میں آویزاں کروائیں۔

گواہی کے اَحکام و مسائل

﴿تفصیلی سوالات﴾

سوال1: قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کے احکام و مسائل واضح کریں۔

جواب: **قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کے احکام و مسائل**

معنی ومفہوم:

گواہی کے لیے قرآن وسنّت میں "شہادت" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہّ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

گواہی کے لیے اہم نکات:

گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

- کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا
- معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

گواہ:

گواہی دینے والے کو "گواہ" کہتے ہیں، معاملات کو نوعیت کے پیشِ نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔

گواہی فرض:

جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گوہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔

گواہی مستحب:

جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آجاتی ہے۔

ارشاد ربانی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْ بَ الشُّهَدَ آ ءُ اِذَ ا مَا دُعُوْاط

ترجمہ: جب بھی کوئی گواہوں کو بُلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

(سُوْرَۃُ الْبَقَر ۃ:282)

گواہی چھپانے کی ممانعت:

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُو ا ا لشَّها دَةَ ۗ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰ ثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

ترجمہ : اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

(سُوْرَۃُ الْبَقَر ۃ:283)

گواہی ایک امانت:

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔

عینی شہادت:

گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو عینی شہادت کہتے ہیں۔

سمعی شہادت:

بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو سمعی شہادت کہتے ہیں

شہادت علی الشہادت:

جب وہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو شہادت علی الشہادت یعنی گواہی پر گواہی دینا کہا جاتا ہے۔

گواہ کے لیے شرائط:

گواہی دینا چوں کہ ایک اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔

ارشادِ ربانی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مَردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

(سُوْرَۃُ الْبَقَر ۃ:282)

گواہی کی اہمیت:

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعوی کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔"

(صحیح بخاری:4470)

جھوٹی گواہی کا وبال:

رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بُت پُوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بُت پرستی کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

(سُوْرَۃُ الْحج: 30)

گواہی کے اثرات

سچی گواہی کے معاشرے پر درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں:

- سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔
- بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔
- ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذِمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں،

جھوٹی گواہی کے معاشرے پر درج ذیل اثرات ہوتے ہیں:

- جب کہ جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔
- دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔
- معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔
- معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

حاصل کلام:

ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ ہی جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال1: شہادت کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: **شہادت کا معنی و مفہوم**

گواہی کے لیے قرآن و سنّت میں "شہادت" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

سوال2: مرد و عورت کی گواہی کے بارے میں اسلامی احکام تحریر کریں۔

جواب: **گواہی کے بارے اسلامی احکام**

گواہی دینا چوں کہ ایک اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔"

(سُوْرَةُ الْبَقَرَة:282)

سوال3: گواہی کے دوران میں کن دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب: **اہم باتیں**

گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

- کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا
- معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

سوال4: عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔

جواب: **عینی شہادت اور سمعی شہادت**

عینی شہادت:

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو عینی شہادت کہتے ہیں۔

سمعی شہادت:

بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو سمعی شہادت کہتے ہیں

سوال5: شہادت علی الشہادت سے کیا مراد ہے؟

جواب: **شہادت علی الشہادت**

کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو شہادت علی الشہادت یعنی گواہی پر گواہی دینا کہا جاتا ہے۔

سوال6: نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے جھوٹی گواہی کا کیا وبال بتایا ہے؟

جواب:

جھوٹی گواہی کا وبال

رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بُت پُوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بُت پرستی کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے:

"بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔"

(سُوْرَةُ الْحج: 30)

سوال7: گواہی چھپانے کے متعلق قرآن مجید میں کیا ارشاد ہے؟

جواب:

گواہی چھپانے کے متعلق وعید

گواہی دینے والے کو "گواہ" کہتے ہیں، معاملات کو نوعیت کے پیشِ نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرج ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آجاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَ آءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط

ترجمہ: جب بھی کوئی گواہوں کو بُلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

(سُوْرَةُ الْبَقَر ة:282)

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُو ا ا لشَّها دَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰ ثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

ترجمہ: اور گواہی کو مت چُھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) چُھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

(سُوْرَةُ الْبَقَر ة:283)

سوال8: سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

جواب:

سچی اور جھوٹی گواہی کے اثرات

سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذِمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں، جب کہ جھوٹی گواہی سے اللہ تعالٰی ناراض ہوتے ہیں۔ دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔ معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ **گواہی کے لیے قرآنِ مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے۔**
(A) شہادت (B) یمین (C) منکر (D) امر

2۔ **گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے۔**
(A) گواہ (B) شفارشی (C) وکیل (D) مظلوم

3۔ **کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے۔**
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

4۔ **آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہو تو گواہی ہے۔**
(A) عینی شہادت (B) سمعی شہادت (C) حسی شہادت (D) شہادتہ علیٰ الشهادة

5۔ **جب صرف ایک گواہ موجود ہو تو گواہی ہے۔**
(A) فرض (B) واجب (C) مستحب (D) مباح

6۔ اسلام میں شہادت ________ کی طرح ہے۔

(A) فرض (B) واجب (C) مستحب (D) امانت

7۔ بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو کہتے ہیں:

(A) عینی شہادت (B) سمعی شہادت (C) حسی شہادت (D) شہادتہ علیٰ الشھادة

8۔ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنانا کہلاتا ہے:

(A) عینی شہادت (B) سمعی شہادت (C) حسی شہادت (D) شہادتہ علیٰ الشھادة

9۔ گواہی دینے کے لیے شرط ہے:

(A) عادل (B) کاذب (C) غاصب (D) متکبر

10۔ جھوٹی گواہی دینا برابر ہے:

(A) بت پرستی (B) منافقت (C) حسد (D) تکبر

﴿کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1
A	A	D	B	D	A	A	A	A	A

مشقی سوالات

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) گواہی کے لیے قرآنِ مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے۔

(A) شہادت (B) یمین (C) منکر (D) امر

(ii) گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے۔

(A) گواہ (B) شفارشی (C) وکیل (D) مظلوم

(iii) کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے۔

(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

(iv) آنکھوں دیکھا واقع بیان کرنا ہو تو گواہی ہے۔

(A) عینی شہادت (B) سمعی شہادت (C) حسی شہادت (D) شہادتہ علیٰ الشھادة

(v) جب صرف ایک گواہ موجود ہو تو گواہی ہے۔

(A) فرض (B) واجب (C) مستحب (D) مباح

﴿مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

5	4	3	2	1
A	A	A	A	A

2. مختصر جواب دیں:

سوال 1: قرآن و سنت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت و اہمیت بیان کریں۔

جواب:

گواہی کی فرضیت و اہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط

ترجمہ: جب بھی کوئی گواہوں کو بُلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

(سُوْرَةُ الْبَقَرة:282)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

(سُوْرَۃُ الْبَقَرۃ:282)

سوال2: عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔

جواب:

عینی شہادت اور سمعی شہادت

عینی شہادت:

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو عینی شہادت کہتے ہیں۔

سمعی شہادت:

بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو سمعی شہادت کہتے ہیں

سوال3: جھوٹی گواہی دینے اور گواہی چھپانے کی وعید بیان کریں۔

جواب:

گواہی چھپانے کے متعلق وعید

گواہی دینے والے کو "گواہ" کہتے ہیں، معاملات کو نوعیت کے پیشِ نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آجاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط

ترجمہ: جب بھی کوئی گواہوں کو بُلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

(سُوْرَۃُ الْبَقَرۃ:282)

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

(سُوْرَۃُ الْبَقَرۃ:283)

سوال4: سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

جواب:

سچی اور جھوٹی گواہی کے اثرات

سچی گواہی کے اثرات:

- سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔
- بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔
- ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں۔

سچی گواہی کے اثرات:

- جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔
- دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔
- معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔
- معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

3. **تفصیلی جواب دیں:**

1- **قرآن و سنت کی روشنی میں گواہی کے احکام و مسائل واضح کریں۔**

جواب: دیکھئے تفصیلی سوالات

سرگرمیاں:

- قرآن مجید میں موجود گواہی کے متعلق آیات مبارکہ تلاش کر کے تحریر کریں۔
- اساتذہ کرام سچی گواہی کی عظمت، جھوٹی گواہی کی مذمت اور گواہی چھپانے کی وعید پر کمرہ جماعت میں گفتگو کروائیں۔

حُقُوقُ الْعِبَاد

ہمسائیوں کے حقوق

﴿تفصیلی سوالات﴾

سوال1: قرآن وسنت کی روشنی میں ہمسائیوں کے حقوق واضح کریں۔

جواب: **ہمسائیوں کے حقوق**

معنی ومفہوم:

حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

حقوقُ العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت:

قرآنِ مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاعْبُدُ واللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْابِهٖ شَيْئاً وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِذِى الْقُرْبٰى والْجَارِالْجُنُبِ وَالصَّا حِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔ (سُوْرَۃُالنّساء: 36)

پڑوسیوں کی قسمیں:

قرآنِ مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین قسمیں ہیں۔

- رشتہ دار پڑوسی
- قریب رہنے والا پڑوسی
- تھوڑی دیر کا پڑوسی

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری6016)

اسلام کی نظر میں:

اسلام کی نظر میں ہمسائے میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت دار ہم سفر اور ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

ہمسائیوں کی فضیلت:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

کہ جبریل عَلَيْهِ السَّلَامُ مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔
(صحیح بخاری:6015)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔ (صحیح بخاری:5627)

ہمسائیوں کے آداب

ہمسائیوں کے درج ذیل آداب ہیں:

- پڑوسی کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔
- جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔
- مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔
- ان کی خوشی میں شرکت کریں۔
- ان کے جنازے میں شرکت کریں۔
- مالی ضرورت کے وقت ان کی مالی مدد کریں۔
- ان کے عیبوں کو چھپائیں۔
- ان کی گھر کے راستے کو تنگ نہ کریں۔
- ان کی اولاد کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں۔
- پڑوسیوں کی غیر موجودگی میں ان کے گھر کی حفاظت کرنے میں غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔
- دین و دنیا کے جس معاملے میں انھیں راہ نمائی کی ضرورت ہو تو اس میں ان کی راہ نمائی کریں۔

حق پڑوس صرف یہ نہیں کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔

معاشرتی اثرات

ہمسایوں کے حقوق کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ:

- معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
- یہ ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاشرتی اثر ہی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔
- خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔
- جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں
- جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہمدردی اور تعاون کی مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔
- افرادِ معاشرہ ریاست کی ترقی میں ممدو معاون ثابت ہو رہے ہوتے یہی ہمدردیاں اور حسنِ سلوک کسی ریاست کو کامیاب بناتے ہیں۔

حاصلِ کلام:

ہمیں چاہیے کہ ہم ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، تاکہ دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 1: حقوق العباد کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب:

حقوق العباد کا معنی و مفہوم

حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

حقوق العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز و اقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

سوال 2: قرآن مجید میں پڑوسی کی کتنی اقسام بیان کی گئی ہیں؟

جواب:

پڑوسی کی اقسام

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاعْبُدُ واللهَ وَ لَا تُشْرِكُوْابِهٖ شَيْئاً وَّ بِالْوالِدَيْنِ اَحْساناً وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى والْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِذِى الْقُرْبٰى والْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّا
حِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

(سُوْرَۃُالنّساء: 36)

قرآنِ مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین قسمیں ہیں۔

- رشتہ دار پڑوسی
- قریب رہنے والا پڑوسی
- تھوڑی دیر کا پڑوسی

سوال3: ہمسائیوں کے دو حقوق بیان کریں۔

جواب:

ہمسائیوں کے حقوق

ہمسائیوں کے حقوق درج ذیل ہیں:

- جب وہ بیمار ہوں تو اُن کی عیادت کریں۔
- مصیبت کے وقت اُن کی غم خواری کریں۔
- اُن کے عیبوں کو چھپائیں اور اُن کے گھر کے راستے کو تنگ نہ کریں۔

سوال4: ہمسائیوں کے حقوق کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

جواب:

معاشرتی اثرات

ہمسائیوں کے حقوق ادا کرنے کے درج ذیل معاشرتی اثرات ہیں:

- معاشرے میں جاںنثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہی۔
- لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔

سوال5: ہمسائیوں کے حقوق کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

حدیثِ مبارک

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"کہ جبریل عَلَیْہِ السَّلَامْ مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزار کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کردیں۔"

(صحیح بخاری:6015)

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ حقوق العباد سے مراد ہے:

(A) بندوں کے حقوق (B) اللہ تعالٰی کے حقوق (C) ریاست کے حقوق (D) دوستوں کے حقوق

2۔ قرآنِ مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں:

(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

3۔ جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے:

(A) ایمان (B) عمل (C) علم (D) خوف

4۔ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَامْ نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی:

(A) ہمسایہ (B) معذور (C) مسافر (D) اساتذہ

5۔ قرآنِ مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے:

(A) پڑوسیوں کے حقوق کا (B) غلاموں کے حقوق کا (C) معذوروں کے حقوق کا (D) اساتذہ کے حقوق

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5
A	B	A	A	A

مشقی سوالات

.1 درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حقوق العباد سے مراد ہے:
(A) بندوں کے حقوق (B) اللہ تعالیٰ کے حقوق (C) ریاست کے حقوق (D) دوستوں کے حقوق

(ii) قرآنِ مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

(iii) جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے:
(A) ایمان (B) عمل (C) علم (D) خوف

(iv) حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَامْ نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی:
(A) ہمسایہ (B) معذور (C) مسافر (D) اساتذہ

(v) قرآنِ مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے:
(A) پڑوسیوں کے حقوق کا (B) غلاموں کے حقوق کا (C) معذوروں کے حقوق کا (D) اساتذہ کے حقوق

مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5
A	B	A	A	A

.2 مختصر جواب دیں:

سوال1: ہمسایوں کے دو حقوق بیان کریں۔

جواب: **ہمسائیوں کے حقوق**

ہمسائیوں کے حقوق درج ذیل ہیں:
- جب وہ بیمار ہوں تو اُن کی عیادت کریں۔
- مصیبت کے وقت اُن کی غم خواری کریں۔
- اُن کے عیبوں کو چھپائیں اور اُن کے گھر کے راستے کو تنگ نہ کریں۔

سوال2: ہمسایوں کے حقوق کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

جواب: **معاشرتی اثرات**

ہمسائیوں کے حقوق ادا کرنے کے درج ذیل معاشرتی اثرات ہیں:
- معاشرے میں جانثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
- لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔

سوال3: ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے کوئی سے دو دنیاوی اور اخروی نقصانات تحریر کریں۔

جواب: **دنیاوی و اخروی نقصانات**

ہمسائیوں کے ساتھ بدسلوکی کے دنیاوی و اخروی نقصانات درج ذیل ہیں:
- ہمسائیوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے معاشرتی انتشار پھیلتا ہے۔
- امن و امان کا فقدان ہوتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔
- گناہوں کا باعث بنتا ہے۔
- ہمسائیوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا شخص جنت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

3. تفصیلی جواب دیں:

1۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق واضح کریں۔

جواب: دیکھئے تفصیلی سوالات

سرگرمیاں:

- قرآن مجید میں موجود ہمسائیوں کے حقوق کے متعلق قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ چارٹ پر تحریر کریں۔
- ہمارے معاشرے میں ہمسائیوں کو تکلیف دینے کی مروجہ صورتیں کیا ہیں؟ اس موضوع پر اساتذہ کرام مذاکرہ کروائیں۔

سُود کی حرمت

(تفصیلی سوالات)

سوال 1: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سُود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: **سود کی حرمت**

معنی و مفہوم:

سود کو عربی زبان میں رِبوٰا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: 'قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا'' جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا، اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہو گا۔

سود کی مختلف صورتیں:

قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔ کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا، لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

اخلاقی برائیاں:

سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے:

- مفت خوری،
- لالچ،
- خود غرضی،
- سنگ دلی
- مفاد پرستی میں اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔
- سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔

سود کی حرمت از روئے قرآن:

قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔'' (سورۃ آل عمران:130)

اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور خود کو حرام کیا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ 3 :275)

قرآن مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

سود کے نقصانات:

سود کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن در حقیقت وہ مال میں نقصان، بے برکتی، اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل و رسوا ہوگا۔ یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں اور ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتی کہ مشرکین مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

سود کی حرمت از روئے حدیث:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے سود کے کم ترین گناہ کو **محارم سے بدکاری** کے مترادف قرار دیا ہے۔

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

ربا الفضل:

روزمرہ استعمال کی اشیا میں آسان لین دین نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں ادھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔" (سنن ابن ماجہ 2273)

معاشرتی نقصانات:

سود کے درج ذیل معاشرتی نقصانات ہیں:

- سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا۔
- بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے۔
- مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔
- سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔
- وہ اپنا روپیہ پیسہ سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں۔
- صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہو جاتی ہے۔
- اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے۔
- ملکی ترقی کا پہیہ جام ہو جاتا ہے جب مقروض شخص پر سود کی وجہ قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اتارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے۔
- خود کشی کر لیتا ہے۔
- سودی معاملات کی وجہ سے آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

تجارت کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیات بیان ہوئی ہے، سچے امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

قرضِ حسنہ:

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرض حسنہ کہتے ہیں۔

صدقے کی طرح قرض حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرض حسنہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔

قرضِ حسنہ کی فضیلت:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ: 2431)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پالیتا ہوں۔

حاصلِ کلام:

ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹ میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف حلال مال کا ہونا چاہیے، مالِ حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نہ صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 1: سود کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب:

معنی و مفہوم

سود کو عربی زبان میں رِبوٰا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: "قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا" جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا، اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہوگا۔

سوال 2: سود کی حرمت پر ایک قرآنی آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

قرآنی آیت کا ترجمہ

قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔" (سورۃ آل عمران: 130)

سوال 3: سود کی حرمت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

حدیثِ مبارک کا ترجمہ

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔" (سنن ابن ماجہ 2273)

سوال 4: قرض حسنہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

جواب:

قرضِ حسنہ کی فضیلت

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے قرضِ حسنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ: 2431)

سوال 5: سود کے معاشرے پر دو نقصانات تحریر کریں۔

جواب:

سود کے معاشرتی نقصانات

سود کے درج ذیل معاشرتی نقصانات ہیں:

- سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا۔

- بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے۔
- مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔
- سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

سوال6: قرضِ حسنہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: **قرضِ حسنہ**

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرض حسنہ کہتے ہیں۔

صدقے کی طرح قرض حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرض حسنہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔

سوال7: سود کی مختلف صورتیں بیان کریں۔

جواب: **سود کی مختلف صورتیں**

سود کی درج ذیل مختلف صورتیں ہیں:

- قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔
- جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا۔
- کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا، لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔
- جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

سوال8: سود کی وجہ سے کون سی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں؟

جواب: **اخلاقی برائیاں**

سود کی وجہ سے درج ذیل اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں:

- مفت خوری
- لالچ
- سنگ دلی
- مفاد پرستی

سوال9: تجارت کے متعلق اسلام میں کیا حکم ہے؟

جواب: **تجارت کی فضیلت**

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

سوال10: ربا الفضل سے کیا مراد ہے؟

جواب: **ربا الفضل**

روزہ مرہ استعمال کی اشیا میں آسمان لین دین نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں ادھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

سوال11: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرضِ حسنہ سے متعلق کیا معمول تھا؟

جواب: **حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول**

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پا لیتا ہوں۔

﴿کثیر الانتخابی سوالات﴾

1۔ سود کو عربی میں کہتے ہیں:
(A) کذب (B) بہتان (C) رِبوٰا (D) فحش

2۔ اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:
(A) سود کو (B) تجارت کو (C) نفع کو (D) سونے چاندی کو

3۔ سود کا کارواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔
(A) سیاست (B) محنت (C) دوستی (D) سفر

4۔ کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے: اسے کہتے ہیں:
(A) فطرانہ (B) صدقہ (C) زکوٰۃ (D) قرضِ حسنہ

5۔ حدیث مبارک کے مطابق قرض حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:
(A) نو گنا (B) دس گنا (C) گیارہ گنا (D) اٹھارہ گنا

6۔ قرض دے کر اس پر مشروط نفع لینا کہلاتا ہے:
(A) تجارت (B) قرضِ حسنہ (C) سود (D) کاروبار

7۔ سود اسلام میں قطعی طور پر ہے:
(A) نیکی (B) حلال (C) حرام (D) اچھائی

8۔ معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ ہے:
(A) سود (B) قرض (C) مفت خوری (D) تجارت

9۔ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو قرار دیا ہے:
(A) سود (B) حلال (C) حرام (D) نیکی

10۔ قرآن مجید میں سود کو اللہ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ کس کے مترادف قرار دیا گیا ہے؟
(A) جنگ (B) نیکی (C) صلح (D) دوستی

11۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ہو گا:
(A) جنتی (B) ذلیل و رسوا (C) جہنمی (D) منافق

12۔ مشرکینِ مکہ بھی سود کو سمجھتے تھے:
(A) حلال (B) جائز (C) نیکی (D) حرام

13۔ کس مذہب میں سود حلال ہے؟
(A) اسلام (B) یہودیت (C) مسیحیت (D) کسی میں بھی نہیں

14۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سود کا کم ترین گناہ کس کے مترادف قرار دیا ہے؟
(A) محارم سے بدکاری (B) والدین سے بدسلوکی (C) ناحق قتل (D) اللہ کے ساتھ شرک

15۔ سچے اور امانت دار تاجر کو بشارت سنائی گئی ہے:
(A) جنت کی (B) اعلیٰ درجات کی (C) مال و دولت کی (D) عہدے مرتبے کی

16۔ صدقے کی طرح نیکی ہے:
(A) سود (B) قرضِ حسنہ (C) تجارت (D) کاروبار

17۔ صدقہ دینے والے کا اجر ہے:
(A) 9 گنا (B) 10 گنا (C) 11 گنا (D) 18 گنا

18۔ وہ کسی کو قرض دیتے جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ یہ کس صحابی کا معمول تھا؟
(A) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (B) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(C) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (D) حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

19۔ اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے:
(A) حلال مال میں (B) حرام مال میں (C) سود میں (D) کاروبار میں

﴿کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
C	A	B	D	B	C	C	A	B	A
11	12	13	14	15	16	17	18	19	
B	D	D	A	B	B	B	D	A	

مشقی سوالات

63۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) سود کو عربی میں کہتے ہیں:
(A) کذب (B) بہتان (C) رِبوٰا (D) فحش

(ii) اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:
(A) سود کو (B) تجارت کو (C) نفع کو (D) سونے چاندی کو

(iii) سود کا کارواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔
(A) سیاست (B) محنت (C) دوستی (D) سفر

(iv) کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے: اسے کہتے ہیں:
(A) فطرانہ (B) صدقہ (C) زکوٰۃ (D) قرضِ حسنہ

(v) حدیث مبارک کے مطابق قرض حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:
(A) نو گنا (B) دس گنا (C) گیارہ گنا (D) اٹھارہ گنا

﴿مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

1	2	3	4	5
C	A	B	D	B

64۔ مختصر جواب دیں:

سوال10: قرآن وسنت کی روشنی میں سود کی حرمت کے احکام بیان کریں۔

جواب:

سود کی حرمت

قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

(سورۃ آل عمران:130)

نبی کریم خَاتَمَ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔“ (سنن ابن ماجہ 2273)

سوال11: سود کے دنیاوی واخروی نقصانات اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: **سود کے دنیاوی واخروی نقصانات**

سود کے دنیاوی نقصانات درج ذیل ہیں:

- سودی نظام دولت کو چند ہاتھوں میں محدود کر دیتا ہے جس سے غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہو جاتا ہے۔
- سودی لین دین سے معاشرے میں حسد، نفرت اور دشمنی جنم لیتی ہے۔
- سودی کاروبار انسان کو لالچ، خود غرضی اور دوسروں کا استحصال کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

سود کی اخروی نقصانات درج ذیل ہیں:

- سود کا لین اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف جنگ کے مترادف ہے جو سخت گناہ ہے۔
- سودی مال سے دنیا اور آخرت دونوں میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔
- سود خور کے اعمال کے قبول نہیں ہوتے اور وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔

سوال12: سود کے کوئی سے چار معاشرتی نقصانات تحریر کریں۔

جواب: **سود کے معاشرتی نقصانات**

سود کے درج ذیل معاشرتی نقصانات ہیں:

- سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا۔
- بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے۔
- مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔
- سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

سوال13: سودی لین دین کی ممانعت کی حکمت واضح کریں۔

جواب: **سودی لین دین کی ممانعت**

سودی لین دین کے ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ یہ معاشی انصاف کو یقینی بناتی ہے۔ غریبوں کو استحصال سے بچاتی ہے۔ معیشت کو مستحکم رکھتی ہے۔ انسان میں اخلاقی تربیت پیدا کرتی ہے۔ اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے۔ سود کے ممانعت اللہ کے حکم کے تعمیل اور انسانیت کے بھلائی کے لیے ہے۔

65۔ تفصیلی جواب دیں:

سوال4:

سلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: دیکھئے تفصیلی سوال نمبر 1

سرگرمیاں:

- سود کی حرمت پر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ تلاش کر کے لکھیں۔
- اساتذہ کرام سود کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ تلاش کرنے میں طلبہ کی رہنمائی کریں۔

اسلامی ریاست

تفصیلی سوالات

سوال1: اسلامی ریاست کے تصور پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: **مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست**

ریاست کا مفہوم:

علم سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی قانوں اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو و عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔

قوتِ نافذہ (حکومت):

اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوتِ نافذہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری و ساری ہونا چاہیے۔

مسلم معاشرے کے بنیادی ادارے:

مسلم علما نے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں:

- خاندان
- مسجد
- مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔

ریاست کے بنیادی ادارے:

ریاست کے بنیادی ادارے درج ذیل ہیں:

- مقننہ
- عدلیہ
- انتظامیہ

مقننہ:

مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوان بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔

عدلیہ:

عدلیہ اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے

انتظامیہ:

انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کراتی ہے۔ میڈیا مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے۔

فلاحی ریاست:

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

سیاسی نظام کا بنیادی مقصد:

دین اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل و انصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکامات الٰہیہ کی سربلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔

ارشادِ ربانی:

مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔" (سورۃ الحج: 41)

مسلم حکمران کے فرائض:

مسلم حکام کے دیگر فرائض میں:

- عدل و انصاف کا قیام
- غربت کا خاتمہ

- فلاح عامہ
- اسلامی تعلیمات کا فروغ
- اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ
- حدود و قصاص
- مسلمانوں کا دفاع
- ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت
- معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

اسلامی ریاست میں قرآن و سنت کی تعلیمات:

اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی ایسا قانون بھی نہیں بن سکتا جو اسلام کی روح کے منافی ہو کیوں کہ ریاست کا مقصد افراد اور معاشرے کے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرنا ہے تاکہ انھیں ترقی کے یکساں مواقع فراہم ہو سکیں۔

اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ:

اسلامی ریاست میں بحیثیت انسان، مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دیے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

افواج اور سپہ سالاروں کو ہدایت:

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ:

- خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا
- شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا
- کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا
- چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا
- پھل دار درخت نہ کاٹنا
- عبادت گاہیں نہ گرانا
- بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا
- تمھیں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جنھوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔ (موطا امام مالک:966)

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل:

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔

- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔
- مسجدِ نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا۔
- باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔
- مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔
- معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی۔
- ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی:11642)

عدالتی نظام:

عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام خصوصاً حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنھم شامل تھے۔ صوبائی سطح پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔

تعلیمی نظام:

تعلیمی نظام میں صفہ اور دارِ ارقم جیسے اقامتی ادارے قائم تھے۔

بلدیاتی نظام:

بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسجد میں ام محجن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو متعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

افراد کی ذمہ داریاں:

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔

حاصلِ کلام:

ان مقاصد کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جاسکے۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 1: اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: **نمایاں خصوصیات**

اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

- ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے والی ہو۔
- امنِ عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے لیے علاوہ ہر شعبے میں اخوت محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔
- معاشرے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرے۔
- تمام افراد کو ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرے۔
- قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کرے۔

سوال 2: اسلامی فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟

جواب: **اسلامی فلاحی ریاست**

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

سوال 3: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

جواب: **غیر مسلموں کے حقوق**

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے درج ذیل حقوق ہیں:

- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کا تحفظ دیا ہے۔
- اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے۔

سوال 4: اسلامی ریاست میں سپہ سالاروں کو جاری کردہ کوئی سے تین احکام لکھیں۔

جواب: **سپہ سالاروں کے احکام**

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ:

- خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا
- شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا

- کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا
- چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا

سوال5: مملکت خداداد پاکستان کو ہم کیسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں؟

جواب: **افراد کی ذمہ داریاں**

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔

ان مقاصد کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے ساز گار ماحول پیدا کیا جاسکے۔

سوال6: قوتِ نافذہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: **قوتِ نافذہ**

اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوتِ نافذہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری و ساری ہونا چاہیے۔

سوال7: معاشرے کو بنیادی ادارے کون سے ہیں؟

جواب: **معاشرے کے بنیادی ادارے**

مسلم علمانے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں:

- خاندان
- مسجد
- مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔

سوال8: ریاست کے بنیادی ادارے کون سے ہیں؟

جواب: **ریاست کے بنیادی ادارے**

ریاست کے بنیادی ادارے درج ذیل ہیں:

- مقننہ
- عدلیہ
- انتظامیہ

سوال9: مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کیا ہیں؟

جواب: **مسلم حکمران کے بنیادی فرائض**

مسلم حکمران کے بنیادی فرائض درج ذیل ہیں:

- عدل و انصاف کا قیام
- غربت کا خاتمہ
- فلاح عامہ
- اسلامی تعلیمات کا فروغ
- اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ
- حدود و قصاص
- مسلمانوں کا دفاع
- ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت
- معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

LAST HOPE STUDY

سوال10: مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جواب:

ارشادِ ربانی

مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکو ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔"

(سورۃ الحج:41)

سوال11: مقننہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:

مقننہ

مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوان بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔

سوال12: عدلیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:

عدلیہ

عدلیہ قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔ پاکستان کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ ہے۔ عدالتوں کا مقصد شہریوں کے حقوق کا تحفظ اور بروقت انصاف فراہم کرنا ہے۔

سوال13: انتظامیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:

انتظامیہ

انتظامیہ اُن فیصلوں پر عمل درآمد کرواتی ہے جو عدالتیں کرتی ہیں۔ عوام کی فلاح وبہبود اور فلاحی معاشرے کی ذمہ داری براہ راست انتظامیہ پر عائد ہوتی ہے۔

سوال14: حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ دور میں کن صحابہ کے پاس عدالتی نظام کی ذمہ داری تھی؟

جواب:

عدالتی نظام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ریاستِ مدینہ میں عدالتی نظام میں درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔

- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبکہ صوبائی سطح پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔

سوال15: اسلامی ریاست کے لیے بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب:

ریاستِ مدینہ

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجدِ نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم وضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امدادِ باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی:11642)

سوال16: عہد نبوی میں بلدیاتی نظام کی ذمہ داری کن کے سپرد تھی؟

جواب:

بلدیاتی نظام

بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسجد میں ام محجن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو متعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

سوال17: ریاست سے کیا مراد ہے؟

جواب:

ریاست

علمِ سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔

سوال18: اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب:

بنیادی مقصد

اسلامی کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل و انصاف کی علمبردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکاماتِ الٰہیہ کی سربلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ **اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:**
(A) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (B) خاندان، مسجد اور مکتب (C) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (D) مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ

2۔ **نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:**
(A) جان و مال اور عزت کی حفاظت کا (B) سخاوت و ایثار کرنے کا
(C) فضول خرچی کے خاتمے کا (D) وعدے کی پابندی کا

3۔ **ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:**
(A) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (B) خاندان، مسجد اور مکتب (C) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (D) مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ

4۔ **پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:**
(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) طائف میں (D) دمشق میں

5۔ **اسلامی ریاست میں سیکریٹریٹ کا درجہ حاصل تھا:**
(A) دارِ ایوب کو (B) مسجدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو
(C) دارِ ارقم کو (D) درس گاہِ صفہ کو

6۔ **ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہو جو عمومی زبان میں کہلاتا ہے:**
(A) معاشرہ (B) علاقہ (C) قوت (D) انتظامیہ

7۔ **قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے اس قوت کو کہا جاتا ہے:**
(A) قوتِ نافذہ (B) عدالتیں (C) مقننہ (D) خاندان

8۔ **اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ خاص ہے:**
(A) وزیر اعظم کے لیے (B) صدر کے لیے (C) اللہ کے لیے (D) قاضی کے لیے

9۔ **معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:**
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

10۔ **ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:**
(A) تین (B) چار (C) پانچ (D) چھ

11۔ **مقننہ کے افراد بناتے ہیں:**
(A) عدل کا نظام (B) قانون (C) عمل درآمد کروانا (D) دفاع کرنا

12۔ **صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوانِ بالا کہلاتے ہیں:**
(A) قانون ساز ادارے (B) عدلیہ (C) انتظامیہ (D) مکتب

13۔ **اسلامی ریاستِ حقیقت میں ریاست ہے:**
(A) سرمایہ دارانہ (B) اشتراکی (C) فلاحی (D) سوشلزم

14۔ **دینِ اسلام میں مذہب اور ________ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔**
(A) سیاست (B) عدالت (C) امن (D) مکتب

15۔ **اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ہے:**
(A) سعودی عرب (B) پاکستان (C) ریاستِ مدینہ (D) فلسطین

16۔ **ریاستِ مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا:**
(A) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے
(B) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(C) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (D) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

17۔ **باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو درس دیا گیا ہے:**
(A) صلہ رحمی کا (B) ہمدردی کا (C) نظم وضبط کا (D) اتحاد کا

18۔ **عہدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی:**
(A) مسجدِ الحرام (B) مسجدِ قبا (C) مسجدِ نبوی (D) بیت المقدس

19۔ **صوبائی سطح پر قاضی کے اختیارات حاصل تھے:**
(A) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (B) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(C) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (D) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

20۔ **حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسجد میں صفائی کے لیے مقرر فرمایا:**
(A) اُمّ محجن (B) اُمّ فیروزہ (C) اُمّ نصیبہ (D) اُمّ نفیسہ

21۔ **رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے کس کے غلام کو متعین کیا گیا؟**
(A) تمیم داری (B) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(C) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (D) حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

22۔ **عہدِ نبوی میں تعلیمی نظام میں صفہ اور ________ جیسے قامتی ادارے کام کرتے ہیں۔**
(A) دارِ زید (B) بیت الندوہ (C) دارِ ارقم (D) بیت الحکمہ

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

11	10	9	8	7	6	5	4	3	2	1
B	A	B	C	A	B	B	B	D	A	B
22	21	20	19	18	17	16	15	14	13	12
C	A	A	D	C	C	A	C	A	C	A

مشقی سوالات

.1 **درست جواب کا انتخاب کریں:**

(i) **اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:**
(A) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (B) خاندان، مسجد اور مکتب (C) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (D) مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:

(A) جان ومال اور عزت کی حفاظت کا (B) سخاوت وایثار کرنے کا

(C) فضول خرچی کے خاتمے کا (D) وعدے کی پابندی کا

(iii) ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:

(A) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (B) خاندان، مسجد اور مکتب (C) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (D) مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ

(iv) پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:

(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) طائف میں (D) دمشق میں

(v) اسلامی ریاست میں سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا:

(A) دارِ ایوب کو (B) مسجدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو

(C) دارِ ارقم کو (D) درس گاہ صفہ کو

مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5
B	A	D	B	B

2. **مختصر جواب دیں:**

سوال 1: قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی ریاست کے اغراض ومقاصد بیان کریں؟

جواب: **اسلامی ریاست کے اغراض ومقاصد**

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

سوال 2: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

جواب: **غیر مسلموں کے حقوق**

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے درج ذیل حقوق ہیں:

- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کا تحفظ دیا ہے۔
- اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے۔

سوال 3: اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: **نمایاں خصوصیات**

اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

- ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے والی ہو۔
- امنِ عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے لیے علاوہ ہر شعبے میں اخوت محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔
- معاشرے حقوق ومقاصد کا تحفظ کرے۔
- تمام افراد کو ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرے۔
- قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی کرے۔

سوال 4: اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل "ریاست مدینہ" ہے وضاحت کریں۔

جواب: **ریاست مدینہ کا ماڈل**

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم

تیار کروایا۔ مسجدِ نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی:11642)

سوال5: اسلامی ریاست میں سپہ سالاروں کو جاری کردہ کوئی سے تین احکام لکھیں۔

جواب:

سپہ سالاروں کے احکام

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ:

- خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا
- شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا
- کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا
- چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا

3. تفصیلی جواب دیں:

1۔ اسلامی ریاست کے تصور پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھئے تفصیلی سوال نمبر 1

سرگرمیاں:

- اسلامی ریاست کے اہم اداروں کے نام اور ان کی ذمہ داریوں کی فہرست تیار کریں۔

جہاد فی سبیل اللہ

تفصیلی سوالات

سوال1: اسلام کے تصورِ جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب:

اسلام کا تصورِ جہاد

معنی و مفہوم:

جہاد کے معنیٰ ہیں "کوشش کرنا"۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔

جہاد کا مقصد:

خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

جہاد کی فرضیت:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

(سورۃ البقرۃ:216)

جہاد کی فضیلت:

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

(سورۃ التوبۃ:20)

مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصد زندگی کی تکمیل کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کی جان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خریدلی ہیں اُن کی جانیں اور اُن کے مال اِس کے بدلہ کہ اُن کے لیے جنّت ہے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں

(سورۃ التّوبۃ:111)

حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔“

(صحیح مسلم:1910)

ملّتِ اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھر میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور ان سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے۔

جہاد کی اقسام:

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

- جہاد بالنفس
- جہاد بالمال
- جہاد بالسیف
- جہاد بالقلم
- جہاد باللسان

جہاد کی شرط:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کرلیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔

جہاد کے اصول:

اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں:

- بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔
- مکانوں کو نہ گرایا جائے۔
- درختوں اور کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔
- قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔
- کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔
- جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
- عباد گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔
- لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

علماء کرام کا فتویٰ ”پیغامِ پاکستان“:

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے ”پیغامِ پاکستان“ کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقد ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ

میں دہشت گردی، خون ریزی، خود کش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علما و مفتیانِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

فتویٰ کا متن:

علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے تمام فتاوٰی جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سے کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے اَفراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

دہشت گردی:

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

حاصلِ کلام:

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملّتِ اسلامیہ اور دینِ اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔ مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہلِ اسلام کی جان، مال، عزّت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 1: جہاد کے لفظی معنیٰ کیا ہیں؟

جواب: **جہاد کا معنیٰ و مفہوم**

جہاد کے معنیٰ ہیں "کوشش کرنا"۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔

سوال 2: جہاد کا مقصد کیا ہے؟

جواب: **جہاد کا مقصد**

خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

سوال 3: جہاد کی فضیلت پر ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: **جہاد کی فضیلت**

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

(سورۃ التوبۃ:20)

سوال4: جہاد کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

جہاد کی فضیلت پر حدیث

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔"

(صحیح مسلم:1910)

سوال5: پیغامِ پاکستان سے کیا مراد ہے؟

جواب:

پیغامِ پاکستان

علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے تمام فتاویٰ جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سے کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے اَفراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

سوال6: جہاد کا کب فرض ہوا؟

جواب:

جہاد کی فرضیت

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو الله تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

(سورۃ البقرۃ:216)

سوال7: جہاد کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب:

جہاد کی اقسام

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

- جہاد بالنفس
- جہاد بالمال
- جہاد بالسیف
- جہاد بالقلم
- جہاد باللسان

سوال8: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے جہاد کے کیا اصول مقرر کیے؟

جواب:

جہاد کے اصول

اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں:

- بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔
- مکانوں کو نہ گرایا جائے۔
- درختوں اور کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔
- قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔
- کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔

- جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
- عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔
- لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

سوال9: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے جہاد کی کیا شرط قرار دی ہے؟

جواب:

جہاد کی شرط

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کر لیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔

سوال10: دہشت گردی کے خلاف علماء کرام نے کب فتویٰ جاری کیا ہے؟

جواب:

دہشت گردی کے خلاف فتویٰ

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے "پیغامِ پاکستان" کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقد ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خود کش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علما و مفتیانِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

سوال11: دہشت گردی یا فساد فی الارض سے کیا مراد ہے؟

جواب:

دہشت گردی

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

سوال12: مسلمان ریاست کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب:

مسلمان ریاست کی ذمہ داری

مسلمان ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہلِ اسلام کی جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

سوال13: جہاد کے حوالے سے ایک مسلمان کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب:

مسلمان کی ذمہ داری

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی جان، مال کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملتِ اسلامیہ اور دینِ اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔

سوال14: ہمارا مذہبی ایمانی فریضہ کیا ہے؟

جواب:

مذہبی اور ایمانی فریضہ

ملتِ اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھر میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو اُن کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور اُن سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی ایمانی فریضہ ہے۔

﴿کثیر الانتخابی سوالات﴾

1۔ **جہاد کا مقصد ہے:**

(A) زمین کا حصول (B) امن کا قیام (C) شہرت (D) بدلہ

2۔ **جہاد فرض ہوا:**

(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) طائف میں (D) حبشہ میں

3۔ **2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے:**

(A) دستورِ پاکستان (B) آئینِ پاکستان (C) تعزیراتِ پاکستان (D) پیغامِ پاکستان

4۔ جہاد بالسّیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:
(A) غیر مسلموں کو (B) بے حیائی اور فحاشی کو (C) فساد فی الارض کو (D) غربت و افلاس کو

5۔ سب سے بہترین جہاد ہے:
(A) جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا (B) تلوار سے جہاد کرنا
(C) مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا (D) نیکی کا حکم دینا

6۔ جہاد کے معنی ہیں:
(A) کوشش کرنا (B) جلا دینا (C) نشو و نما (D) پختہ عہد

7۔ زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے:
(A) سزا (B) جہاد (C) بدلہ (D) حکومت

8۔ تم اللہ کی راہ میں فرض کیا گیا ہے جبکہ وہ تمھیں ناپسند ہے:
(A) نماز (B) روزہ (C) قتال (D) زکوٰۃ

9۔ وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہے اور وہی کامیاب ہے جنھوں نے کیا:
(A) جہاد (B) سخاوت (C) کنجوسی (D) کفایت شعاری

10۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصدِ زندگی کی تکمیل کرتا ہے:
(A) مومن (B) منافق (C) محبِ وطن (D) مجاہد

11۔ جس نے جہاد نہ کیا اور نہ اس کے بارے میں ارادہ کیا تو وہ مرتا ہے:
(A) نفاق کے شعبوں میں (B) کفر کے شعبوں میں (C) اذیت میں (D) خوش دلی سے

12۔ مسلمانوں میں جہاد کی کتنی اقسام ہیں؟
(A) 3 (B) 4 (C) 5 (D) 6

13۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو دعوت دی جائے:
(A) دوستی کی (B) اسلام کی (C) امن کی (D) جنگ کی

14۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ قیدیوں کو نہ کیا جائے:
(A) قتل (B) قید (C) تشدد (D) سہولتیں

15۔ کسی کو آگ میں نہ ڈالا جائے:
(A) قیدی (B) جانور (C) سردار (D) ان تمام کو

16۔ جو ________ ڈال دے اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(A) ہتھیار (B) دولت (C) عہدہ (D) ان میں سے کوئی نہیں

17۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور ________ کو قتل نہ کیا جائے۔
(A) غلاموں (B) دولت مندوں (C) عورتوں (D) لونڈیوں

18۔ دہشت گردی کے خلاف علماء کرام نے فتویٰ دیا:
(A) 2016 (B) 2017 (C) 2018 (D) 2019

19۔ دہشت گردی کے خلاف متفقہ فتویٰ پر کتنے علماء کرام نے دستخط کیے؟
(A) 1000 (B) 1200 (C) 1400 (D) 1800

20۔ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ کو کتابی شکل میں شائع کیا:
(A) ادارہ تحقیقاتِ اسلامی (B) کتاب دوست پبلشرز (C) فیروز سنز (D) علمی کتب خانہ

21۔ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ کو ریاست نے قرار دیا:
(A) قومی بیانیہ (B) قومی المیہ (C) قومی سانحہ (D) قومی پالیسی

22۔ جہاد صرف ________ کا حق ہے۔
(A) مسلمانوں کا (B) خواتین کا (C) ریاست کا (D) مردوں کا

23۔ ________ بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔
(A) دہشت گردی (B) جہاد (C) قتال (D) بدلہ

24۔ جو لوگوں کی جان لیتے ہیں اور اپنا نظریہ زبردستی نافذ کرتے ہیں وہ کہلاتے ہیں:
(A) جہادی (B) فسادی (C) محبِ وطن (D) نظریاتی

﴿کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

12	11	10	9	8	7	6	5	4	3	2	1
C	A	D	A	C	B	A	A	C	D	B	B
24	23	22	21	20	19	18	17	16	15	14	13
B	A	C	A	A	D	C	C	A	D	A	B

مشقی سوالات

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) جہاد کا مقصد ہے:
(A) زمین کا حصول (B) امن کا قیام (C) شہرت (D) بدلہ

(ii) جہاد فرض ہوا:
(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) طائف میں (D) حبشہ میں

(iii) 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے:
(A) دستورِ پاکستان (B) آئینِ پاکستان (C) تعزیراتِ پاکستان (D) پیغامِ پاکستان

(iv) جہاد بالسّیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:
(A) غیر مسلموں کو (B) بے حیائی اور فحاشی کو (C) فساد فی الارض کو (D) غربت و افلاس کو

(v) سب سے بہترین جہاد ہے:
(A) جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا (B) تلوار سے جہاد کرنا
(C) مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا (D) نیکی کا حکم دینا

﴿مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

5	4	3	2	1
A	C	D	B	B

2. مختصر جواب دیں:

سوال 1: قرآن و سنت کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت و اہمیت بیان کریں؟

جواب:

جہاد کی ضرورت و اہمیت

جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

(سورۃ البقرۃ:216)

سوال2: جہاد کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

جہاد کی فضیلت پر حدیث

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔" (صحیح مسلم:1910)

سوال3: پیغام پاکستان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب:

پیغام پاکستان

علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے تمام فتاوٰی جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سے کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے اَفراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

3. تفصیلی جواب دیں:

1۔ اسلام کے تصور جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھیے تفصیلی سوال نمبر 1

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ غزوات نبوی پر تقاریر تیار کریں اور انہیں اسمبلی یا کلاس میں پیش کریں۔ جن شہداء کو نشان حیدر عطا کیا گیا ہو ان کے نام اور کارنامے ڈائری میں تحریر کریں۔
- اساتذہ کرام پیغام پاکستان کے ضمن میں دیے گئے متفقہ فتویٰ کے نمایاں نکات کے بارے میں طلبہ کو آگاہ کریں۔